تصوف اور اہلِ تشیع

سید محمد عزیز الدین حسین ہمدانی

عام طور سے یہ خیال ہے کہ شیعہ فرقے کا تصوف سے کوئی تعلق نہیں اور اسی لیے اہل تشیع تصوف اور صوفیائے کرام سے نہ صرف لاتعلق رہتے ہیں بلکہ اس کے مخالف بھی ہیں۔ یہ بات کسی حد تک صحیح بھی ہے اس لیے کہ شیعہ فرقے سے تعلق رکھنے والے بیشتر حضرات کا تصوف سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ صورت حال سنی فرقے سے تعلق رکھنے والے حضرات کے ساتھ بھی ہے کہ ان مین بھی ایک کثیر تعداد تصوف اور صوفیاء دونوں سے برگرشتہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود سنی حضرات میں ایسے افراد کی تعداد نمایاں ہے جن کا تعلق تصوف اور صوفیاء سے ہے۔ یہ صورت شیعہ حضرات میں نہیں ہے۔ اس کی وجہ صرف لاعلمی ہی نہیں بلکہ عقائد کو بھی دخل ہے۔ اس بنیاد پر یہ بات دونوں فرقوں میں عام ہے کہ شیعہ حضرات کا کوئی تعلق تصوف سے نہیں اور نہ ہی شیعہ حضرات میں کوئی صوفی ہوا اور نہ ہی تصوف سے متعلق کوئی کتاب لکھی گئی۔ یہاں یہ بات بھی واضح کرنا چاہوں گا کہ میری سمجھ کے مطابق صوفیائے کرام کا تعلق کسی مسلم فرقے سے نہ تھا وہ تو فرقہ واریت کے اصولی طور سے قائل ہی نہ تھے یہ تو ہم نے ان کو فرقوں میں بانٹ دیا ہے۔ وہ اصل اسلام پر قائم تھے جس کی بنیاد دو چیزوں پر تھی۔ ایک قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسری قرآن ہی کی روشنی میں **قل لا اسئلکم علیه اجرا الی المودة فی القربیٰ** کے مطابق اہل بیت سے حد درجہ محبت، وہ نہ سنی تھے اور نہ شیعہ تھے وہ صرف پیرو اسلام تھے۔ یہاں اہل تصوف کی طرف اہل تشیع کے میلان اورعدم میلان دونوں کی جانب اشارہ کرنا بے محل نہ ہوگا۔

سادات ہمدانی جو جلالی، ضلع علی گڑھ، میں میر کمال الدین ہمدانی[ا] کے عہد یعنی ہمایوں بادشاہ سے سکونت پذیر ہیں، شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی کی نسل سے ہیں۔ سادات ہمدانی کا زیادہ تر تعلق سنی فرقے سے ہے لیکن سادات ہمدانی الجلالوی کا تعلق شیعہ فرقے سے ہے۔ میر سید علی ہمدانی کا تعلق صوفی سلسلہ کبرویہ سے تھا۔ راقم السطور کے دادا حکیم سید محمد ریاض الدین حسین مرحوم اکثر تصوف کے نکات بیان کرتے اور صوفیاء کے کارنامے بیان کرتے۔ وہ علماء کے بھی قدردان تھے لیکن

ان کا جھکاؤ صوفیاء کی طرف زیادہ تھا۔ ان کے وہ ارشادات آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔ ان کے اس رجحان کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ان کا انتقال ہوگیا تو ان کے چالیسویں کی مجلس پڑھنے کے لیے مولانا سید کلب عابد صاحب (مرحوم) کو میرے والد نے مدعو کیا۔ جب مجلس ہوگئی تو مولانا سید کلب عابد صاحب (مرحوم) نے انکشاف کیا کہ ان کے پاس ایک خط گیا جس میں لکھا تھا کہ جن صاحب کے چالیسویں کی مجلس پڑھنے آپ جلالی آرہے ہیں وہ علماء کے خلاف اور صوفیا کے حامی تھے لہٰذا آپ کا آنا درست نہ ہوگا۔ قیاس یہ ہے کہ یہ خط سادات ساکن جلالی میں سے ہی کسی شخص نے لکھا ہوگا۔ بہرحال مولانا سید کلب عابد صاحب (مرحوم) اور مولاسید راحت حسین صاحب (مرحوم) نے اس بات کی سخت مذمت کی۔ اس خط کی طرف میں نے اس لیے اشارہ کیا تاکہ ظاہر ہوسکے کہ شیعہ عوام اپنی لاعلمی کے باعث تصوف اور صوفیاء کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

اسلامی تصوف کی بنیاد قرآن اور سنت نبوی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قائم ہے۔ اصحاب صفہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مسجد نبوی میں دن رات عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ مادی معاملات سے انہیں کوئی لگاؤ نہ تھا۔ ان حضرات میں مثال کے طور پر حضرت ابوذر غفاری اور حضرت حذیفہ شامل ہیں۔ تصوف نے تحریک کی شکل کیوں اختیار کی، اس کی مختلف وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ علماء نے عبادات کو بہت واجبی بنادیا۔ صوفیا بندگی معبود کو واجبات تک محدود رکھنے سے مطمئن نہ تھے۔ صوفیاء کے ہاں قلبی خواہش تھی کہ وہ عبادت اس طرح کریں کہ جس طرح عبادت کرنے کا حق ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ معرفت الٰہی کتابوں کے ذریعے سے حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ اپنے آپ کو عشق الٰہی میں غرق کرنا ہوگا۔

در کنز و ہدایہ نتواں دید خدا را
آئینہ دل بیں کہ کتابی بہ ازیں نیست

دوسری وجہ خلافت راشدہ کے خاتمے کے بعد جب ملوکیت کا قیام امیر معاویہ کی قیادت میں عمل میں آیا تو مسلمانوں کو محسوس ہوا کہ اس سیاسی تبدیلی کے بعد اسلامی نظام قائم نہ رہ سکے گا۔ تبدیلی صرف سیاست کی حد تک محدود نہ رہے گی بلکہ مذہبی اور سماجی زندگی بھی متاثر ہوگی جس کے نتیجے میں ختم ہوجائے گی اور نتیجہ اس کا ایسا ہی ہوا۔ اس مسئلے پر سیر حاصل بحث مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں کی ہے۔ لہٰذا صوفیا نے اسلام کے تحفظ کے لیے تصوف کو تحریک

کی شکل دی۔ پہلے تصوف پر کتابیں لکھیں پھر صوفیائے کرام اپنے وطن سے ہجرت کرکے دنیا کے مختلف علاقوں میں اسلام کی تبلیغ کے لیے پھیلے اور انہی علاقوں میں سکونت اختیار کرکے وہاں کے عوام میں رہ کر ان کو راہِ سلام پر لانے کی کوشش کی ۔صوفیاء کے اس تبلیغی مشن میں صرف مسلمان ہی نہ تھے بلکہ انہوں نے غیر مسلم عوام سے بھی رابطہ قائم کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صوفیاء کا نظریہ تھا کہ چونکہ سب کا خالق اللہ ہے لہٰذا ہم کو بھی ان سے تعلق قائم کرنا چاہئے۔ اس کا نتیجہ تھا کہ ان کی خانقاہوں کے دروازے بلا امتیاز مذہب وملت سب کے لیے کھول دیے گئے صوفیاء کے اس رویے نے غیر مسلم عوام کو کافی متاثر کیا اور ان کا اثر بڑھتا گیا۔ علماء جو حکومت وقت کا سہارا لے کر غیر مسلموں کو مسلمان بنانا چاہتے تھے اس میں نہ صرف انہیں ناکامی ہوئی بلکہ اس رویے سے غیر مسلم عوام میں ان کے خلاف نفرت بھی بڑھی۔صوفیاء نے اس کے برعکس غیر مسلموں کے دل جیت لیے اور بعض غیر مسلم خود اسلام کی طرف راغب ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس کی مثال چودھویں صدی عیسوی کے مولانا ضیاء الدین برنی اور سید علی ہمدانی ہیں۔ برنی دہلی میں باوجود اپنے جوش ایمانی کے ایک غیر مسلم کو بھی مسلمان نہ بنا سکے جب کہ میر سید علی ہمدانی نے کشمیر میں سیکڑوں ہندوؤں کو اپنے کردار سے متاثر کرکے مسلمان کیا۔

نقشبندیہ کے علاوہ تمام صوفی سلسلے حضرت علیؑ سے منسوب ہیں۔حضرت امام جعفر صادق صوفی کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

من عاشق فی باطن الرسول فهو صوفی
(جو باطن رسولؐ پر زندگی بسر کرے وہ صوفی ہے)

حافظ ابونعیم اس حدیث کی شرح اس طرح فرماتے ہیں؛

''امام جعفر صادق نے باطن رسولؐ سے حضرت کے اخلاق طاہرہ اور آخرت کے اختیار کرنے کو کہاہے۔ پس جو شخص اخلاق رسولؐ سے آراستہ ہوجاوے اور اس امر کو اختیار کرے جو رسولؐ نے اختیار کیا اس طرف جدھر رسولؐ نے رغبت فرمائی اور پرہیز کرے اس سے جسے رسولؐ نے چھوڑا تو گو یا اس نے صفائے قلب حاصل کرلیا۔'' [۳]

تصوف کو علمائے شیعہ نے بھی اپنایا اور تصوف پر مستند کتابیں تصنیف فرمائیں ۔تصوف کے اثبات میں شیخ رضی الدین ابی نصیر الطبرسی کی تصنیف مکارمِ اخلاق، علامہ ولی کی تصنیف شرحِ تجرید،

شیخ یعقوب کلینی کی کتاب کفر وایمان از کافی، شیخ صدوق کی تصنیف ثواب الاعمال وعیون، اخبار الرضا، شیخ صفی الدین اسحٰق مقدس اردبیلی کی صفوۃ الصفا مشہور بہ مقالات، شیخ نصیر الدین طوسی کا رسالہ اوصاف الاشراف، ودیوان خواجہ نصیر الدین طوسی، شیخ ورام کندی کی مجموعہ ورام سید رضی الدین علی ابن طاؤس کی کتاب الطرائق علی مذہب الطّوائف وکتاب منہج الدعوات وکتاب ہوف، شیخ شمس الدین محمد مکی شہید اول کی کتاب النجین، شیخ ابن فہد ولی کی کتاب عدہ الدامی، شیخ ابن ابی جمہور رائی کی کتاب، مجسلی الامرات کتاب عوالی الالی، شیخ زین الدین عاملی شہید ثانی کی کتاب نیۃ المرایہ وکتاب اسرار الصلوٰۃ، ملا محمد تقی مجلسی کی السالکین تشویق السالکین، ملا محمد باقر مجلسی کا رسالہ اجوبہ وحق الیقین وبحا ر الانوار ورسالہ اعتقادات وسیر سلوک مجلسی، شیخ محمود سشتری التبریزی کی مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز، مولانا شیخ رجا کی برہان المرتاضین اور قاضی سید نور اللہ شوستری شہید ثالث کی مجالس المومنین نوادرِ تصوف کی حیثیت سے مشہور ہیں۔

ملا محمد تقی مجلسی (متوفی ۱۷۱۰) نے تصوف پر ایک رسالہ تشویق السالکین لکھا۔ اس میں انہوں نے تصوف سے متعلق مسائل سے بحث کی ہے۔ یہ رسالہ اس طریقت سے متعلق ہے جس پر جملہ عارفین اور صوفیائے کرام عامل رہے ہیں۔ اس کا ترجمہ حکیم سید محمد ریاض الدین حسین (مرحوم) نے کیا تھا جو ان کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ یہ رسالہ ان آیات قرآنیہ واذکار ادعیہ ماثورہ پر مشتمل ہے جو تعقیبات نماز پنجگانہ، اعمال ہفتہ و ماہ وسال، اعمال اربعین اور اوراد سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنہیں اختیار فرما کر عارفین نے سلوک وعرفان حق تعالیٰ کی منزلیں طے کیں۔ اس رسالے میں علامہ مجلسی نے واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ علماء شیعہ اثنا عشریہ بھی تصوف کے قائل اور اس پر قائم رہے ہیں۔ مقدمہ کتاب میں علامہ مجلسی فرماتے ہیں۔

''اما بعد اس طرح عرض کرتا ہے محتاج غفران وفی پروردگار محمد تقی مجلسی صاحبان فہم وبصیرت پر پوشیدہ نہ رہے کہ جن وانس کی ایجاد کی علت غائیہ شناخت حضرت رب العزت ہے۔ چنانچہ آیہ وافی ہدایہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون... الی یسرفون اس پر شاہد رہے اور معرفت کا سب سے اقرب طریقہ، طریقہ حقہ، رضویہ، ذہبیہ، مرتضوی ہے جس کو طریق تصوف وحقیقت بھی کہتے ہیں اور وہ مراد ہے تحصیل قرب معرفت رب العالمین سے بطریق زہدو دریافت اور قطع تعلق خلقت سے عادت رکھنے عبادت کی۔'' [۵]

علامہ مجلسی اس رسالے کی تصنیف کی وجہ بتاتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

''الحال ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی ہے جن کو شریعت کی کوئی خبر ہے نہ طریقت کا کوئی اثر ہے اور وہ اس طریقہ حقہ کا انکار کرتے ہیں محض بوجہ اس کے کہ ان کو آیات ائمہ اطہار پر وقوف حاصل نہیں ہے اور نہ ان میں فکر وتدبر کرسکتے ہیں اور نفس وغذا کی پیروی کرتے ہیں جس کا پھل حسد وعناد وتعصب ہے۔ اگر چہ مشہور ہے کہ چمگادڑ اگر وصل آفتاب کی خواہش نہیں کرتی تو بازار آفتاب کی رونق بھی نہیں کھوتی۔ لیکن چونکہ انکا افکار اس نعمت عظمیٰ سے بعضوں کی محرومی کا باعث ہوتا ہے لہٰذا اس فقیر محمد تقی مجلسی سے بعض دوستوں نے التماس کیا کہ اس طریقہ کی حقیقت پر ایک مختصر رسالہ لکھا جاوے تاکہ شیعان امیر المومنین اس سعادت سے بے نصیب نہ رہیں۔[۶]

اس کے بعد لکھتے ہیں:

''منجملہ جن کے حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ آپ نے ابن مسعود کو ہدایت کی کہ اے ابن مسعود آتش جہنم اس شخص کے واسطے ہے کہ مرتکب حرام کا ہووے اور بہشت اس شخص کے واسطے ہے کہ مرتکب حرام کا نہ ہووے اور بہشت اس شخص کے واسطے ہے کہ جو ترک حرام کرے لہٰذا تجھے لازم ہے کہ ترک حرام کرے اور زہد کو اپنا شعار کرے۔ دنیا میں تیرے زہد پر خدائے تعالیٰ ملائکہ پر مباہات کرتا ہے اور رحمت کرتا ہے تجھ پر جبار عالم اور یہ ہے طریقہ زہد کے ہر درجہ میں اور ترک دنیا میں''۔[۷]

علامہ صوفی اصحاب صفہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اصحاب صفہ کی فضیلت محتاج بیاں نہیں ہے اور ان میں سے ہر ایک کو صفی کہتے ہیں یعنی منسوب بہ صفہ یہاں تک کہ کثرت سے استعمال سے صوفی ہوگیا۔ یہاں بقدر حاجت شیخ ابوسعید سہروردی وغیرہ وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ اکثر جو پشمینہ پوش رہتے تھے ان کو صوفی کہتے تھے۔ شیخ ابن جمہور احسائی کا کہنا ہے کہ تصوف کو ''صوف'' سے لیا ہے اور اس میں تین حرف صاد کو صبر سے اور واؤ کو وفا سے اور فا کو فقر وغنا سے لیا ہے''۔[۸]

شیخ نصیر الدین طوسی کی رائے کے بارے میں وہ رقمطراز ہیں:

''مصنف شرح اشارات و دیوان ومثنوی وکتاب اوصاف الاشراف و درود طوسی اعلم شیعہ'' اس علم میں بہت سی تصنیفیں اور علم کلام میں متعلق ذات و صفات الٰہی و دلائل عقلی ونقلی سے بیان فرمایا

ہے، کافی ہے ۔ اگر کوئی فرق کرے تو اس کو چاہیے کہ ریاضت شاقہ کرے اور نفس امارہ کو قید کرے اور واہیات وخیالات کو چھوڑے تا کہ اس کے دل کو نور ہدایت منور کرے تا کہ مجاہدۂ نفس سے آثار ملکوتیہ اور آثار جبروتیہ مشاہدہ اور اس کے دل پر پوشیدہ حقیقتیں روشن ہوں ۔لیکن یہ لباس ایسا نہیں جو صاحب قد کے قد و قامت کے واسطے تیار کیا گیا ۔۹

اسی طرح سید رضی الدین علی طاؤس کے بارے میں لکھتے ہیں :

''مسلک زہد ریاضت کا رکھتے تھے جیسا کہ شیخ شہید مکی کتاب اربعین میں ان کے فضائل شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے زمانہ زاہد او ر صاحب کرامات لوگوں میں سب سے زیادہ زاہد اور صاحب کرامات کمال تھے ۔ ۱۰

اس کے آگے لکھتے ہیں :

''صاحب تفسیر بحرالامجاز نے ستر ہزار دلائل اور احادیث اہل بیت میں درج کی، یہیں اس بیان میں کہ وہ شیعہ جوصوفی نہ ہو شیعہ نہیں ہے اور جو صوفی کہ شیعہ نہ ہو وہ صوفی نہیں ہے۔تصوف طریقہ مرتضویہ ہے اور تصوف اور تشیع کے ایک معنٰی ہیں ۔۱۱

شیخ شہید مکی کی رائے بیان کرتے ہیں:

''طالب علم کو چاہیے کہ اول اپنے باطن کو پاک کرے، نفسانی خواہشات سے اور صاف مہلکات شیطانی سے تا کہ نیت خالص اور اخلاص تمام سے طلب علم میں مشغول رہے اور مجاہدۂ نفس صاحبان دل کی طرف رجوع کرے۔ اگر صاحب دل کو نہ پاوے تو گوشہ گیری اور تنہائی اختیار کرے۔ حصول عالم علوم رسمیہ کے بعد چاہیے کے تحصیل علم حقیقت کی طرف رجوع کرے جو کہ تمام علوم کا نتیجہ ہے۔ ۱۲

شیخ بہاء الدین محمد عاملی اپنے اشعار میں فرماتے ہیں:

علم رسمی سر بسر قیل است وقال نہ از وکیفیت حاصل نہ حال
طبع را افسردگی بخشد دوام مولوی باور نہ دارد این کلام

قاضی سید نور اللہ شوستری کی رائے بیان کرتے ہیں:

''تصوف شیعون کا طریقہ ہے بلکہ عین تشیع ہے۔ دلائل قویہ اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ علماء شیعہ سے کوئی اس طریقہ کا منکر نہیں تھا بلکہ صوفی ہوئے ہیں۔ ۱۳

سید امداد امام اپنی تالیف مصباح الظلم والفیاح البہم میں لکھتے ہیں:

''فرقہ امامیہ کو باہر سے تصوف کے لیے آنے کی حاجت نہ تھی۔ ان کا مذہب ہی روحانی پہلو رکھتا تھا۔ ان کے اماموں کی تعلیمات ہی جان تصوف تھیں۔ پس جب کہ مذہب میں امامیہ روحانیت کی کوئی کمی نہ تھی تو اس فرقے کا اپنی حالت موجودہ پر قانع رہنا فطری امر تھا۔عوام کی یہ ایک غلط فہمی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب امامیہ تصوف سے بے تعلقی رکھتا ہے۔ مذہب امامیہ میں بھی تصوف ہے،مگر یہ تصوف وہ ہے جو عین قرآن وحدیث وتعلیم ائمہ معصومین ہے۔'' ۱۴

اس کے بعد لکھتے ہیں:

''واضح ہو کہ فرقہ امامیہ میں بھی تصوف ہے،مگر فرقہ امامیہ کا تصوف شرع محمدی کے خلاف ایک جو برابر بھی نہیں ہے۔ امامیہ بھی اولیاء اللہ کے قائل ہیں۔صوفی فرقہ شیعہ میں بھی گزرے ہیں مثلاً صدرا الدین شیرازی،عبدالرزاق، لاہجی ملاحسین کاشفی، حافظ رجب سرسی وغیرہ۔ ۱۵

قاضی سید نور اللہ شوستری جو کہ عہد اکبر اور عہد جہانگیر میں قاضی کے عہدے پر فائز تھے۔ انہوں نے علاوہ دوسری کتابوں کے ایک کتاب مجالس المومنین ۱۶۰۲ء میں تالیف فرمائی۔ یہ کتاب بارہ مجالس پر مشتمل ہے، جس میں چھٹی مجلس میں تصوف سے بحث کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جو بھی صوفیاء اور حکماء گزرے ہیں، وہ سب شیعہ تھے اور ان کی ایک طویل فہرست دی ہے۔ ان میں سے کچھ اسمائے گرامی یہ ہیں: محی الدین ابن العربی ، امام غزالی، شیخ شہاب الدین سہروردی، نجم الدین کبریٰ، بایزید بسطامی، جلال الدین رومی، شیخ مصلح الدین سعدی، خواجہ حافظ شیرازی، فرید الدین عطار، سید اشرف جہانگیر سمنانی، سید معین الدین چشتی ، میر سید علی ہمدانی وغیرہ ۔ ۱۶

مولوی محمد باقر موسوی اپنی کتاب اختر درخشاں میں لکھتے ہیں:

''ایرانی دماغ نے عربی ذہن کی بہ نسبت تصوف اور باطنیات کو قبول کرلیا تھا۔

اس کے بعد اثبات تصوف کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شیعہ فقہاء سے متعدد ایسے گزرے ہیں جن کے ایک کف میں جام شریعت تھا اور دوسرے ہاتھ میں پیمانہ تصوف۔ انہوں نے شریعت کے علوم اور عرفان کے رموز میں ایک حسین امتزاج پیدا کردیا ہے۔ ۱۷

سید محمد نور الدین اپنی تالیف چراغ نور میں احوال ظفر آباد کی ابتدا میں لکھتے ہیں:

’’جونپور اور ظفر آباد کی خانقاہوں اور مدرسوں میں بڑی نمایاں خوبی یہ تھی کہ وہ اسلامی اتحاد کے بڑے قوی اور مستحکم حصار تھے، جہاں باہمی اخوت اور ہمدردی کی پائیداری کی بنیادیں پڑی تھیں وہاں مختلف اسلامی فرقے کچھ اس طرح گھلے ملے تھے کہ تمیز مشکل تھی۔ علماء، فقراء، سجادہ نشین اور درویشوں میں حنفی بھی تھے اور امامیہ بھی تھے کہ سب کا گوشہ نظر ایک تھا اور حق طلبی مقصود تھی۔ اس وادی میں فرقہ بندی کے فرق مٹ کر طبیعتیں یکسو ہوجاتی تھیں اور ایک امتزاج عام نظر آتا تھا۔۱۹

اسی کے ساتھ اگر ہم عزاداری امام حسین اور نذر ونیاز پر نظر ڈالیں جو اثناءعشری فرقے کی روح ہے تو یہ بھی صوفیاہی کی دین ہے۔ اس لیے کہ نذر ونیاز کے طریقے اور عزاداری کی رسومات صوفیاء نے قائم کیں۔ یہ سب توصل کے طریقے ہیں۔ عزاء داری یا اس کی رسومات کا ذکر سال بھر کے تجویز کردہ اعمال کی کتاب تحفۃ العوام جو کہ شیعہ فرقے میں مقبول ہے اور تقریباً ہر گھر میں موجود ہے اس میں نہیں ملتا۔ صوفیاء نے عزاء حسین کے لیے امام باڑہ قائم کیا۔ امام باڑہ اور درگاہ کا مزاج یکساں ہے کہ اس کے دروازے سب کے لیے کھلے ہیں۔ امام باڑہ ہندی لفظ سے بنا ہے اور صوفیاء عزاء حسین کو ہندوستانی سماج کا ایک مرکز بنانا چاہتے تھے۔ اور آخر کار عاشورہ محرم کو ہندوستانی سماج میں ایک خاص اہمیت شامل ہوگئی۔ اس کے نتیجے میں عزا داری حسین صرف مسلمانوں تک محدود نہ رہی، ہندو بھی اسمیں شامل ہوگئے اور دس محرم کو زیادہ تر ہندستانی غم کا دن منانے لگے۔ اپنی دکانیں بند کرتے اور کربلا کے پیاسوں کی یاد میں شربت کی سبیل کا انتظام کرتے۔ صوفیاء کا اثر ختم ہونا شروع ہوا عزا داری حسین بھی محدود ہوتی چل گئی۔ اور اسی ملک میں جہاں سب مل کر عزاء حسین میں شامل ہوتے تھے، دس محرم کے جلوس کی وجہ سے فسادات ہونے لگے۔

صوفیائے کرام نے اہلبیت کو جو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے، وہ محتاج بیان نہیں۔ خود میر سید علی ہمدانی نے ایک کتاب اسی عنوان کے تحت تصنیف فرمائی جس کا نام انہوں نے مودۃ القربی رکھا۔ شاہ ہمدان اپنی ایک رباعی میں فرماتے ہیں۔۲۱

گر حب علی وآل بتولت نبود امید شفاعت زرسولت نبود
در طاعت حق جملہ بجا آری تو بے مہر علی ہیچ قبولت نبود

’’درویش دو چیزوں کا نام ہے ایک تہذیب اخلاق اور دوسرے محبت اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم‘‘۲۲

جو بات میں نے ابتدامیں عرض کی تھی اسی پر ان الفاظ کے ساتھ اختتام کروں گا کہ تصوف کا مقصد ہی تھا کہ مسلمان تہذیب نفس،درستی، اخلاق اور تصفیہ باطنی سے ایک رنگ پر آئیں اور ایک سطح پر بہم ہوجائیں۔فرقوں کا اختلاف ان میں فرقہ بندی کے خیالات ابھارنہ سکے۔ جب تک یہ رنگ ان پر غالب رہاان کا شیرازہ اتحادبکھرنے نہ پایا۔

حواشی:

ا۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوحکیم سید محمد کمال الدین حسین، صاحب مودۃ القربیٰ ، مالیگاؤں، ۱۹۸۴ء

۲۔حکیم سید محمد کمال الدین حسین، ذخیرۂ جلالی کے چار اہم مخطوطات ، خدا بخش جرنل۶۹، ۴۷،صفحہ ۱۲۷

۳۔ ملامحمد تقی مجلسی،تشویق السالکین ۔ یہ مخطوطہ کتب خانۂ سید شاہ خیرات علی میں محفوظ ہے۔

۳۔ایضاً،صفحہ ۱۲۱

۴۔ایضاً،صفحہ ۱۲۱

۵۔ایضاً،صفحہ ۱۲۱

۶۔ایضاً،صفحہ ۱۲۴

۷۔ایضاً،صفحہ ۱۲۴

۸۔ایضاً،صفحہ ۱۲۴

۹۔ایضاً،صفحہ ۱۲۵

۱۰۔ایضاً،صفحہ ۱۲۵

۱۱۔ایضاً،صفحہ ۱۲۵

۱۲۔ایضاً،صفحہ ۱۲۵

۱۳۔قاضی سیدنور اللہ شوستری،مجالس المومنین

۱۴۔تشویق السالکین،صفحہ ۱۲۵

۱۵۔ایضاً،صفحہ ۱۲۸

۱۶۔قاضی سیدنور اللہ شوستری،مجالس المومنین

۱۷۔مولوی محمد باقر ، اختر درخشاں ، (بڈگام کشمیر) صفحہ ۷۹

۱۸۔ خدا بخش جرنل، صفحہ ۱۲۹

۱۹۔سید محمد نور الدین چراغ نوریعنی بیان احوال ظفر آباد۔ جونپور، ۱۹۲۳ء، صفحات ۸۔۹

۲۰۔امام باڑہ ہندی لفظ سے بنایا گیا تھا لیکن امام باڑہ کے نام کو اس طرح تبدیل کردیا گیا ہے۔ کچھ لوگ امام بارگاہ یا حسینیہ، کے نام سے پکارتے ہیں۔

۲۱۔صاحب مودۃ القربیٰ، صفحہ ۴۱

☆

(بقیہ تبصرہ: کتاب سیر الاولیاء)

شجرہ ٔ خاندان جنت از رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مجاہدے کے بارے میں ، شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر کے متعلق ، سلطان المشائخ نظام الحق والدین محبوب الٰہی کے بارے میں، شیخ الاسلام شیخ معین الدین سنجری اور آپ کے خلفاء کے مناقب اور فضائل کے بارے میں، سلطان المشائخ کے خلفاء کے مناقب و فضائل اور کرامات ، طہارت ، آداب ، ماثورہ دعاؤں اورمقبول وظائف کے بیان میں جو حضرت شیخ فرید الحق والدین اور حضرت سلطان المشائخ سے منقول ہیں۔

اس تذکرے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں بالخصوص حضرت محبوب الٰہی اور آپ کے خلفاء کے سوانحی خاکے، ملفوظات اور دیگر تصانیف کا تعارف کرایا ہے اور ان کی تعلیمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

☆